تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

میرے نبی ﷺ زندہ ہیں



مؤلف
علامہ محمد ساجد قادری عطاری

رضا ورائٹی ہاؤس لاہور

مدینہ ۷۸۶
۹۲

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں

مؤلف

علامہ محمد ساجد قادری عطاری

صفحات	56
سن اشاعت	ستمبر 2001ء
ہدیہ	-/18 روپے

ناشر

رضا ورائٹی ہاؤس لاہور

ستا ہوٹل، گنج بخش روڈ، دربار مارکیٹ، لاہور (پاکستان)

Ph: 7230414

فہرست مضمون

فہرست مضمون

الانتساب

میری یہ کاوش!

سیدی ومرشدی، امیر اہل سنت، ماحی بدعت، مُحیِ السنۃ، حامی مسلک رضا،

حضرت علامہ مولانا ابو البلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

کے نام

کہ جنہوں نے اپنی نظرِ فیض سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں نوجوانوں کو صلوۃ وسنت کی راہ پر گامزن کیا

اَطَالَ اللہُ عُمُرَہٗ وَ حَفِظَہُ اللہُ عَنْ عَدُوِّہٖ

اور

استاذی المکرم، عاشق حبیب اکرم، پاسبان مسلک رضا،

حضرت علامہ مفتی **محمد اکمل عطا** قادری عطاری مدظلہ العالی کے نام

کہ جن کی محنت وکاوش کے باعث سگ عطار نے اس کتاب کیلئے سعی کی

اللہ تعالیٰ انہیں صحت وعافیت عطا فرمائے۔

امین بجاہ النبی الامین ﷺ

محمد ساجد قادری عطاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ اول

راقم الحروف کی اس سے پہلے ایک کتاب بنام ''اختیارات مصطفےٰ ﷺ ماننا شرک کیوں؟'' چھپ کر عوام کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے۔ الحمدللہ ایک سال سے بھی کم عرصہ میں اس کتاب کے تقریباً پانچ، چھ ایڈیشن چھپ کر ختم ہو چکے ہیں جو کہ ایک مبتدی مئولف کیلئے یقیناً باعثِ حوصلہ اور مقامِ شکر ہے۔

اس میں تقریباً 130 صحاح ستہ کی احادیث صحیحہ کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کے وسیع اختیارات کے بارے میں مفصل اور سیر حاصل بحث ہے۔ جو کہ اس موضوع پر قاری کے لئے وافی اور کافی ہے۔

''رضا ورائٹی ہاؤس لاہور'' کے منتظم اور ناشر ''محترم عظیم بھائی'' نے اصرار کیا کہ اسی طرح عقائدِ عوام اہل سنت کے لئے مزید تالیف کرتا رہوں۔ چنانچہ اس سلسلے کی اب یہ دوسری کتاب بنام ''ہمارے نبی ﷺ زندہ ہیں'' لکھنے کی سعادت حاصل کی۔ اس کتاب میں کوشش کی گئی ہے کہ مشکل وتدقیق بحث نہ کی جائے بلکہ سلیس انداز میں حیات النبی ﷺ کے بارے میں صحیح عقیدہ کی رہنمائی کی جائے۔ اور قرآن وسنت سے دلائل بھی آسان وفہم انداز میں پیش کئے جائیں۔ تاکہ عوام الناس اس سے کامل طور پر استفادہ کر سکیں امید ہے کہ قارئین کرام اس کاوش کو بھی دادِ تحسین سے نوازیں گے اہل علم حضرات کی بارگاہ میں گزارش ہے کہ اگر کہیں سقم پائیں تو ضرور آگاہ فرمائیں۔

سگِ عطار

محمد ساجد قادری عطاری

21 جمادی الثانی 1422ھ 10 ستمبر 2001ء (مسجد مصطفیٰ، دھوراجی کالونی کراچی)

حیات النبی ﷺ کے متعلق عقیدہ

الحمد للہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوة والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین۔ امّا بعد

امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ حیاۃ النبی ﷺ کے متعلق عقیدہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

''حضرات انبیاء کرام صلوٰت اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم حیات وممات ہر حالات میں طاہر و طیب ہیں بلکہ ان کیلئے موت محض تصدیق اور وعدہ الٰھیہ کے بموجب ایک آن کے لئے آتی ہے پھر وہ ہمیشہ کے لئے حیات حقیقی دنیاوی ، روحانی وجسمانی کے ساتھ زندہ ہوجاتے ہیں جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے اسی لئے ان کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔'' (عربی سے اردو ترجمہ)

(فتاویٰ رضویہ، جلد نمبر 3، صفحہ نمبر 403، طبع جدید)

مزید ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاء کرام حیات حقیقی دنیاوی وروحانی وجسمانی سے زندہ ہیں اپنے مزارات طیبہ میں نماز پڑھتے ہیں۔ روزی دیے جاتے ہیں۔ جہاں چاہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ زمین وآسمان کی سلطنت میں تصرف فرماتے ہیں''۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 6، صفحہ نمبر 156، طبع قدیم)

مندرجہ بالا دونوں اقتباس سے یہ بات واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاء کرام کے لئے اہل سنت والجماعت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ اپنی قبر انور میں زندہ و سلامت ہیں۔ حصول لذت کے لئے نماز پڑھتے ہیں۔ رزق بھی پاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے جہاں چاہیں تشریف لے جاتے ہیں اور تمام کائنات پر حکومت وتصرف

رکھتے ہیں۔

اور یہ عقائد موجودہ یا گذشتہ صدی میں معرض وجود میں نہیں آئے بلکہ تمام متقدمین ومتاخرین وائمہ دین بھی انہی عقائد کے حامل تھے۔

جیسا کہ گیارہویں صدی ہجری کے مجدد حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

''باوجود اس بات کے کہ امت کے علماء میں (کئی مسائل میں) اختلافات ہیں اور بہت سارے مذاہب (فرقے) ہیں لیکن اس مسئلہ میں کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی حقیقی زندگی کے ساتھ ہمیشہ کی لئے دائم اور باقی ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر وناظر ہیں اس میں نہ تو مجاز کا شائبہ ہے اور نہ ہی کسی قسم کی تاویل کا وہم ہے۔''

(فارسی سے ترجمہ: سلوک اقرب السبل بالتوحید برحاشیہ اخبار الاخیار صفحہ نمبر 155)

ایک دوسری جگہ رقم طراز ہیں کہ،

''انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات وزندگی کا ثبوت علماء امت کا اجماعی مسئلہ ہے اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں اس لئے کے انبیاء کی زندگی شہداء اور مجاہدین کی زندگی سے زیادہ کامل اور قوی تر ہے ان کی زندگی تو معنوی اور اخروی ہے مگر انبیاء کی زندگی حسی اور دنیاوی زندگی ہے۔ اس بارے میں احادیث وآثار وارد ہیں۔''

(فارسی سے ترجمہ: مدارج النبوۃ جلد 2 صفحہ نمبر 747)

مندرجہ بالا عبارات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ انبیاء کرام کی زندگی کے بارے میں علماء امت کا کوئی اختلاف نہیں کہ آپ ﷺ زندہ ہیں اور دنیاوی وحقیقی زندگی کے ساتھ حیات ہیں۔ اور یہ معلوم ہوا کہ منکرین حیات الانبیاء گیارہویں صدی ہجری تک نہ تھے بلکہ بعد میں رونما ہوئے ہیں۔

آیئے اب قرآن وحدیث سے ان عقائد کے متعلق کچھ دلائل ملاحظہ کیجئے۔

باب اوّل

قرآن پاک اور حیات انبیاء علیھم السلام

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

(پہلی آیت) **وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ** ۔(البقرہ آیت نمبر 154)

ترجمہ :اور نہ کہو ان لوگوں کیلئے جو قتل کئے گئے اللہ کی راہ میں کہ وہ مردہ ہیں، بلکہ وہ زندہ ہیں اور لیکن تم نہیں جانتے۔

وضاحت : اگر چہ یہ آیت شھداء کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے جائیں وہ زندہ ہیں انہیں مردہ نہ کہو۔لیکن علماء امت نے اس آیت کے تحت یہ استدلال بھی کیا ہے کہ'' سیدالانبیاء ﷺ بھی شہید ہیں۔''

دلیل نمبر 1: اللہ تعالیٰ نے انعام یافتہ لوگوں کے چار گروں بیان کئے ہیں

''اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِیْنَ''(النساء۔69)

پہلا گروہ ،انبیاء کرام کا ہے۔دوسرا گروہ،صدیقین کا ہے۔تیسرا گروہ ،شھداء کا ہے اور چوتھا گروہ صالحین کا ہے۔

اور اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ انبیاء کرام ہر لحاظ سے شھداء سے افضل و اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔شھداء کا گروہ جو کہ ادنیٰ درجے میں ہے ان کے لئے جب حیات ثابت ہے تو انبیاء کرام جو کہ اعلیٰ گروہ میں شامل ہیں ان کے لئے بدرجہ اولیٰ حیات ثابت ہوگی اسی طرح شھداء کو مردہ کہنا منع ہے تو انبیاء کرام کو بھی مردہ کہنا منع ہے۔

اس بات کو سمجھنے کیلئے ایک مثال کو سمجھیئے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے''**اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْکِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ کِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا**''(بنی اسرائیل: آیت نمبر 23)

ترجمہ: اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں جب بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انھیں اُف تک نہ کہو اور نہ ان کو جھڑکو۔

وجہ استدلال: اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے سامنے اُف کہنے اور ڈانٹنے سے منع کیا ہے۔اُف کہنا اور ڈانٹنا ادنیٰ درجہ ہے اور مارنا یا برا بھلا کہنا اس سے اعلیٰ درجہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے ادنیٰ درجے سے ہی منع فرمادیا تو ظاہر ہے کہ اس سے اعلیٰ درجے میں جو چیز ہے جیسے مارنا وغیرہ وہ بھی منع ہوگا۔اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف اُف کہنے اور ڈانٹنے سے منع کیا ہے مارنے سے تو منع نہیں کیا تو یقیناً وہ غلطی پر ہے۔

اسی طرح شھداء جو کہ ادنیٰ درجے میں ہیں ان کیلئے زندگی ثابت کی گئی ہے تو ظاہر ہے کہ جو ان سے اعلیٰ درجے میں ہوں گئیں ان کی زندگی کا ثبوت درجہ اتم پایا جائے گا اور جب شھداء کے حق میں مردہ کہنا حرام ہے تو انبیاء کرام کے لئے بھی مردہ کہنا بدرجہ اولیٰ حرام ہوگا۔

نوٹ: اس استدلال کو فقھاء کی اصطلاح میں ''استدلال بدلالۃ النص'' کہا جاتا ہے۔

دلیل نمبر 2: علماء اسلام کا یہ مذہب بھی ہے کہ آیت میں موجود لفظ ''**مَنْ یُّقْتَلُ**''،یعنی جیسے قتل کر دیا جائے۔کے لفظ کے تحت ہمارے پیارے آقا و مولا ﷺ بھی داخل ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو بھی زہر دے کر قتل کرنے کی کوشش کی گئی تھی اور اسی زہر سے آپ کا انتقال ہوا۔

جیسا کہ بخاری شریف میں ہے''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مرضِ وفات میں فرمایا کرتے تھے کہ میں نے خیبر میں جو (زہر آلود) لقمہ کھایا تھا۔ میں اس کی تکلیف ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہوں پس اب وہ وقت آپہنچا ہے کہ اسی زہر سے میری رگِ جان منقطع ہو رہی ہے۔

(بخاری شریف۔کتاب المغازی جلد 2 صفحہ نمبر 637)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے اس امت کے شہداء کے بارے میں فرمایا ہے کہ، وہ زندہ ہیں اور انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے۔ تو سید الانبیاء کیسے زندہ نہ ہوں گے اس لئے کہ اس بارے میں کوئی شک نہیں کہ آپ ﷺ بھی مرتبہ شہادت پر فائز ہیں بلکہ شہداء سے بھی اعلیٰ درجے کے شہید ہیں کیونکہ آپ کو زہر آلود بکری کا گوشت کھلایا گیا اور اس کا اثر بار بار لوٹ کر آتا تھا اور اسی سے آپ کی وفات ہوئی۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد 3 صفحہ نمبر 241)

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

''اور بے شک یہ بات ثابت ہے کہ ہمارے نبی ﷺ نے شہادت کی وفات پائی۔ اس لئے کہ حضور ﷺ نے خیبر کے دن ایسی زہر ملائی ہوئی بکری کے گوشت کا ایک لقمہ تناول فرمایا۔ جس کا زہر ایسا قاتل تھا کہ اس کے کھانے سے اس وقت علی الفور موت واقع ہو جائے۔ یہاں تک کہ اس زہر کے اثر سے حضور ﷺ کے ایک صحابی بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ اسی وقت فوت ہو گئے اور حضور ﷺ کا باقی رہنا معجزہ ہو گیا۔ وہ زہر آپ کو اکثر تکلیف دیتا رہتا تھا یہاں تک کہ اسی اثر سے آپ کی وفات واقع ہوئی۔

(زرقانی شرح مواہب جلد 8، صفحہ نمبر 303)

ملا علی قاری، امام بخاری و امام زرقانی رحمہم اللہ کے حوالہ جات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ آپ کو جو زہر دیا گیا وہ قتل کرنے کے لئے ہی دیا گیا تھا۔ اور اس کے بعد وفات پانے میں تین سال کا عرصہ گزرا اور یہ آپکا معجزہ تھا کہ آپ کو فوراً وفات نہ ہوئی۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ اپنی کتاب ''انباء الاذکیاء فی حیات الانبیاء'' میں فرماتے ہیں ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اگر میں نو مرتبہ قسم کھا کر یہ بات کہوں کہ رسول اللہ ﷺ قتل کئے گئے تو یہ بات مجھے اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ میں ایک دفعہ قسم کھا کر یہ کہہ دوں کہ حضور ﷺ قتل نہیں کئے گئے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو نبی بھی بنایا اور شہید بھی''۔

(انباء الاذکیاء فی حیات الانبیاء، صفحہ نمبر 148)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نبی بھی ہیں اور شہید بھی ہیں۔ اس بنا پر حضور ﷺ کا زندہ ہونا نص قطعی سے ثابت ہے۔

دلیل نمبر 3: جب شہید کہ اس کی صرف موت اللہ کی رضا کیلئے ہوتی ہے تو وہ زندہ ہے اگرچہ اس نے باقی نیک اعمال لوجہ اللہ کیے ہوں یا نہ کئے ہوں اگرچہ اس کی ساری زندگی کیسی ہی کیوں نہ گزری ہو۔ صرف اللہ کی راہ میں جان دے دینا اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کی دلیل ہے تو نبی کریم ﷺ کے لئے تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ عالیشان ہے ''قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ''۔ (انعام، 163)

اے محبوب آپ اعلان فرما دیجئے کہ میری نماز میری قربانیاں اور میرا تو جینا اور میرا مرنا اللہ رب العالمین کیلئے ہے۔

جس کا صرف مرنا اللہ کے لئے ہو وہ اگر زندہ ہے تو جس کا سب کا سب کچھ اللہ رب العزت کیلئے ہو وہ مردہ کب ہو سکتا ہے۔

☆ جس نبی کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کے بعد شہید کو شہادت ملی وہ زندہ ہے تو خود اس نبی کی زندگی کا کون اندازہ لگا سکتا ہے کہ وہ کتنی عظیم زندگی میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم میں نقل فرماتے ہیں کہ:

’’اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ انبیاء علیہم السلام حج اور تلبیہ کس طرح کرتے ہیں حالانکہ وہ تو وفات پا چکے ہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام بمنزلہ شہداء ہیں بلکہ ان سے بھی افضل ہیں اور شہداء رب کے نزدیک زندہ ہیں۔(ظاہر ہے پھر انبیاء بھی زندہ ہیں)‘‘۔

(شرح مسلم، جلد 1، صفحہ 94)

دوسری آیت: **وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ ’’ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ**۔(ال عمران، 169)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے انہیں ہرگز مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ تو زندہ ہیں اپنے رب کے پاس (اور) رزق دیئے جاتے ہیں۔

اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ شہداء کو مردہ خیال کرنا بھی منع ہے بلکہ وہ تو زندہ ہیں اور اللہ کی جانب سے رزق بھی پاتے ہیں۔

اور یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ شہداء کے لئے جو زندگی ہے وہ روح مع الجسد ہے وگرنہ روح تو ہر کافر کی بھی زندہ ہے کہ روح کو فنا نہیں۔اگر یہاں صرف روحانی زندگی مراد لی جائے تو اس میں نہ تو شہید کے لئے کوئی عظمت ہے اور نہ کسی نبی کے لئے کوئی فضیلت۔روحانی زندگی تو سب کے لئے ہی ثابت ہے تو ماننا پڑے گا کہ اس زندگی سے مراد روحانی وجسمانی دونوں ہی زندگیاں ہیں جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے۔

علامہ محمد آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فَذَهَبَ كَثِيْرٌ ’’ مِنَ السَّلَفِ اِلٰى اَنَّهَا حَقِيْقِيَّةٌ‘‘ بِالرُّوْحِ وَالْجَسَدِ وَلٰكِنَّا لَا نُدْرِكُهَا فِیْ هٰذِهِ النَّشْاَةِ وَاسْتَدَلُّوْا بِسِيَاقِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى (عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ) بِاَنَّ الْحَيَاةَ الرُّوْحَانِيَّةَ الَّتِیْ لَيْسَتْ بِالْجَسَدِ لَيْسَتْ مِنْ خَوَاصِّهِمْ فَلَا يَكُوْنُ لَهُمْ اِمْتِيَازٌ‘

بِذٰلِكَ عَلٰى مَنْ عَدَاهُمْ۔

(تفسیر روح المعانی، زیر تحت سورۃ بقرہ، 154، جلد ا، صفحہ 30)

ترجمہ: کثیر علماء کرام اس طرف گئے ہیں کہ شہداء کی زندگی حقیقی زندگی ہے جو کہ روح اور جسم دونوں کے ساتھ ہے۔لیکن ہم اس زندگی کو سمجھ نہیں سکتے اور علماء کرام نے یہ استدلال اللہ تعالیٰ کے قول (**عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ**) سے کیا ہے۔کیونکہ اگر اسے صرف روحانی زندگی قرار دیا جائے تو یہ شہداء کے ساتھ خاص نہ ہوگی بلکہ یہ تو ان کے علاوہ کو بھی حاصل ہے تو اس صورت میں شہداء کے لئے کوئی امتیاز نہ رہے گا۔

وضاحت: تو پتہ چلا کہ صاحب روح المعانی کے نزدیک بھی شہداء کی زندگی روح مع الجسد ہے اور انبیاء چونکہ شہداء سے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں تو یقیناً ان کی زندگی بھی روح مع الجسم ہی ہوگی۔

نوٹ: شہداء کی حیات جسمانی کا انکار کرتے ہوئے بعض منکرین اس طرح کہتے ہیں کہ اس آیت میں ہے ’’**عِنْدَ رَبِّهِمْ**‘‘ کہ شہید اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔لہٰذا قبر میں زندہ نہیں۔حالانکہ وہ اس بات کو نہیں سمجھ سکے کہ یہاں ’’**عِنْدَ**‘‘ ظرف مکان کے لئے نہیں بلکہ فضیلت وکرامت بیان کرنے کیلئے ہے۔جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ’’**اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ**‘‘ کہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے۔جس طرح اس مقام پر ’’عِنْدَ‘‘ ظرف کیلئے نہیں اسی طرح مذکورہ آیت میں بھی ’’عند‘‘ ظرف کیلئے نہیں ہے۔

دیکھئے تفسیر صاوی شریف اور قرطبی شریف، روح المعانی۔(ال عمران، آیت 169)

تو اب آیت کا مفہوم یہ ہوگا۔وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے انہیں مردہ خیال نہ کرو۔بلکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت فضیلت اور کرامت والے ہیں۔اور وہ زندہ ہیں، رزق دیئے جاتے ہیں،

باب ثانی

حیات النبی ﷺ اور عقائد صحابہ رضی اللہ عنہم

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّةً کُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْامَنْ هِیَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ۔

(رواہ الترمذی وابوداؤد)(مشکوۃ شریف، صفحہ نمبر 30)

ترجمہ: بیشک بنی اسرائیل والے بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ سوائے ایک فرقے کے سب کے سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔ یارسول اللہ وہ جنتی فرقہ کونسا ہوگا تو آپ نے فرمایا جس پر میں اور میرے صحابہ کرام ہیں۔

وضاحت: نبی پاک ﷺ کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ وہ ان عقائد واعمال کو اختیار کرے جن پر صحابہ کرام علیہم الرضوان تھے۔ اور یہ حقیقت بھی مسلمہ ہے کہ اعمال کا دارومدار ایمان اور عقائد پر ہے۔ اگر عقائد وایمان میں کوئی خرابی ہوئی تو اعمال فائدہ مند نہ ہوسکیں گے اور نہ نجات مل سکے گی لہٰذا اعمال سے قبل اپنے عقائد کو درست کرنا نہایت ضروری ہے۔ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان **”رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْاعَنْهُ“** اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی کے مصداق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں صحابہ کے ایمان کو نجات کا ذریعہ بتایا ہے۔

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ۔ (البقرہ، 13)

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جائے کہ ایمان لاؤ جیسے لوگ ایمان لائے۔ اس آیت میں

”النَّاس“ سے مراد صحابہ کرام ہی ہیں دیکھئے تفسیر جلالین وصاوی۔

تو معلوم ہوا کہ جس کا ایمان اور عقائد صحابہ کرام کے ایمان وعقائد کے مطابق ہوتو وہ نجات یافتہ ہے۔ آیئے اب دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نبی پاک ﷺ کی ”حیاۃ بعد الوفاۃ“ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے تھے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تمام مخلوق میں سے سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔

بار ہا نبی پاک ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت عطا فرمائی عشرہ مبشرہ یعنی وہ دس صحابہ جو کہ قطعی جنتی ہیں ان میں سے سب سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

(دیکھئے ترمذی شریف ابواب المناقب، جلد2، صفحہ 215)

مسلم شریف میں بھی ایک حدیث ہے جس میں آپ کو قطعی جنتی قرار دیا گیا۔

(دیکھئے مسلم شریف کتاب فضائل صحابہ، جلد2، صفحہ نمبر 227)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے وصال کی خبر پہنچی تو آپ خبر سنتے ہی نبی کریم ﷺ کے جسد اقدس کے پاس تشریف لائے: **فَکَشَفَ عَنْ وَجْهِهٖ ثُمَّ اَکَبَّ عَلَیْهِ ثُمَّ قَبَّلَهٗ ثُمَّ بَکٰی فَقَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ لَا یَجْمَعُ اللّٰهُ عَلَیْكَ مَوْتَتَیْنِ۔** (بخاری شریف، کتاب الجنائز، جلد1، صفحہ 166)

ترجمہ: پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چہرہ انور سے کپڑا اٹھایا پھر آپ پر جھکے اور آپ کے چہرہ انور کو بوسہ دیا پھر رو پڑے اور کہا ”یا نبی اللہ! میرے والد آپ پر قربان ہو جائیں اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہ کرے گا۔

وضاحت: جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہ کرے گا اس کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کی شرح میں لکھتے ہیں۔ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ پہلی موت کے بعد جو آپ کو حیات ملے گی اس کے بعد آپ پر کبھی موت طاری نہ ہوگی۔

(قسطلانی جلد 6، صفحہ 470)

اس تشریح سے معلوم ہو گیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ظاہری وصال کے بعد آپ کو ایسی حیات ملے گی کہ آپ پر دوبارہ موت طاری نہیں ہو سکتی یعنی ایک بار وصال فرما جانے کے بعد آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ اور حیات ہیں۔

مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرحمان ارشاد فرماتے ہیں

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے ☆ مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات ☆ مثل سابق وہی جسمانی ہے

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب نفحات الانس میں لکھتے ہیں ''حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبر ؓ نے حکم دیا کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو میری میت کو اس دروازے کے سامنے لا کر رکھ دینا جس میں رسول اللہ ﷺ کا مزار پر انوار ہے پھر دروازے پر دستک دینا اگر دروازہ کھول دیا جائے تو مجھ کو آپ کے پہلو میں دفن کر دینا ورنہ نہیں۔ اس وصیت کے مطابق ہم لوگ گئے اور ہم نے دروازے پر دستک دی اور عرض کیا **اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا اَبُوْ بَكْرٍ بِالْبَابِ**۔

اے اللہ کے رسول ابو بکر دروازے پر حاضر ہیں یعنی ان کیلئے کیا حکم ہے حضرت جابر ؓ کہتے ہیں کہ قبر انور سے آواز آئی ''**اُدْخِلُوا الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ**'' حبیب کو حبیب کے پاس داخل کر دو۔ اور دروازہ کھل گیا۔ تو ہم نے

صدیق اکبر ؓ کو آپ کے پہلو میں دفن کر دیا۔ (نفحات الانس، صفحہ نمبر 152)

اسی روایت کو امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کرامات میں شمار کیا ہے۔

(تفسیر کبیر، تفسیر سورۃ کہف، آیت 9، جلد 7، صفحہ نمبر 433)

وضاحت: اس روایت سے یہ ثابت ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے وصال کر جانے کے بعد آپ کو زندہ ہی جانا کرتے تھے ورنہ وصیت کرنے کا کیا مقصد تھا۔ اور آپ کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ نبی پاک ﷺ قبر میں جلوہ گر ہوتے ہوئے امت کے احوال سے باخبر ہیں۔ اور یہی عقیدہ تمام صحابہ کرام کا تھا کیونکہ آپ کی میت کو دروازے پر لیجانے والے آخر کون تھے؟ اور وہاں جا کر نبی پاک ﷺ کو نداء کرنے والے کون تھے؟ یقیناً صحابہ کرام ہی تھے۔ انہیں صحابہ کرام میں حضرت عمر فاروق، حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت ابو عبیدہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام بھی یقیناً شامل تھے لیکن کسی نے بھی آپ کی وصیت پر عمل کرنے سے انکار نہ کیا بلکہ وصیت پوری کر کے آپ کے عقیدے کو مزید تقویت بخشی۔ اور یہی عقائد اہل سنت والجماعت کے ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

حضرت عمر فاروق ؓ کا عقیدہ

حضرت عمر فاروق ؓ بھی قطعی جنتی ہیں بلکہ آپ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے شیطان جب بھی عمر سے راستے میں ملتا ہے تو وہ اپنا راستہ ہی بدل لیتا ہے''۔

(مسلم شریف، کتاب فضائل صحابہ، جلد 2، صفحہ 276)

آیئے اب حیات النبی ﷺ بعد از وصال کے متعلق آپ کا عقیدہ ملاحظہ فرمایئے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

عَنْ مَالِكٍ قَالَ اَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ" فِیْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَجَاءَ رَجُلٌ" اِلٰی قَبْرِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِسْتَسْقِ اللّٰهَ لِاُمَّتِكَ فَاِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوْا فَاَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الْمَنَامِ فَقَالَ اِیْتِ عُمَرَ فَاَقْرِءْهُ مِنِّی السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّهُمْ مُسْقَوْنَ" وَقُلْ عَلَیْكَ بِالْكِیْسِ الْكِیْسِ فَاَتَی الرَّجُلُ فَاَخْبَرَ عُمَرَ فَقَالَ یَارَبِّ مَاآلُوْ اِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ وَهٰذَا اِسْنَادٌ صَحِیْحٌ"۔ (البدایہ والنہایہ، جلد 7، صفحہ نمبر 91)

حضرت مالک سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک بار قحط پڑ گیا ایک صحابی (حضرت بلال بن حارث المزنی رضی اللہ عنہ) نبی پاک ﷺ کی قبر مبارک پر حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! اپنی امت کیلئے اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کردیجئے کیونکہ وہ ھلاک ہورہے ہیں نبی پاک ﷺ اس شخص کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا عمر کے پاس جاؤ اور ان کو میری طرف سے سلام کہو اور انکو یہ خبر دو کہ تم پر یقیناً بارش ہوگی اور ان سے کہو کے تم پر سوجھ بوجھ لازم ہے۔ اس شخص نے جاکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے میرے رب! میں صرف اسی چیز کو ترک کرتا ہوں جس سے میں عاجز ہوں۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

وضاحت: اس حدیث پاک میں اس امر کی صراحت موجود ہے کہ یہ صحابی رسول حضرت بلال بن حارث المزنی رضی اللہ عنہ وصال ظاہری کے آٹھ سال بعد قبر پر حاضر ہورہے ہیں اور نبی پاک ﷺ سے مخاطب ہوکر دعا کیلئے التجا کررہے ہیں یہ تمام باتیں اس بات کی گواہ ہیں کہ نبی پاک ﷺ قبر میں زندہ اور سلامت ہیں اور امت کے احوال

سے باخبر ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے جب ان صحابی نے یہ پیغام سنایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکار نہیں فرمایا بلکہ تائید کی اور اپنی معذرت ظاہر کی۔ اور اس بات کو مزید پختہ کردیا کہ رسول اللہ ﷺ قبر میں حیات ہیں وگرنہ آپ ان صحابی کے فعل پر ضرور ضرور گرفت کرتے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حیاتِ رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ آپ سے ظاہری وصال کے بعد دعا کی درخواست کروانا بھی جائز سمجھتے تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی اس حدیث پاک کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔

(فتح الباری، جلد 2، صفحہ 495)

حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن حجر عسقلانی جیسے پائے کے محدثین کرام اس حدیث کو صحیح قرار دے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کی تصیح کے بعد مزید کسی تائید کی ضرورت نہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

اما قرطبی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ النساء آیت نمبر 64 کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے وصال کے تین دن بعد ایک اعرابی ہمارے پاس آیا اور فرطِ رنج وغم سے مزار پرانوار پر گر پڑا اور خاک پاک کو اپنے سر پر ڈالنے لگا اور عرض کرنے لگا اے اللہ کے رسول! جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا جو آپ نے اپنے رب سے سیکھا وہ ہم نے آپ سے سیکھا اور اسی میں یہ آیت بھی ہے پھر اس نے یہ آیت پڑھی "**وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا الاٰیة**" (اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنیوالا مہربان پائیں گے۔) پھر وہ کہنے لگا کہ میں نے اپنی جان پر بڑے ظلم وستم کیے ہیں اب میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں اے سراپاءِ شفقت ورحمت! میری مغفرت کے لئے دعا فرمایئے۔

فَنُودِیَ مِنَ الْقَبْرِ اَنَّهٗ قَدْ غُفِرَ لَكَ، تو قبر منور سے آواز آئی تجھے بخش دیا گیا ہے۔ (تفسیر قرطبی، جلد نمبر 5، صفحہ 266)

وضاحت: اس واقعہ کو روایت کرنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، اور آپ کا اس اعرابی کو اس فعل سے منع نہ کرنا اس بات کی تائید کرتا ہے کہ آپ بھی اسی عقیدہ کے حامل ہیں کہ نبی پاک ﷺ قبر میں حیات ہیں اور غم گساروں کی فریاد رسی کرنے والے ہیں زائرین کے احوال سے باخبر ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ

صاحب مشکوۃ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے وصالِ باکمال کے بعد جب میں اپنے گھر میں داخل ہوتی جس میں رسول اللہ ﷺ اور میرے والد موجود ہیں تو پردے کا خاص اہتمام کیئے بغیر ہی چلی جاتی اور کہتی ایک میرے شوہر ہیں اور دوسرے میرے والد ہیں۔ لیکن پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ دفن ہوئے تو **"فَوَاللّٰهِ مَادَخَلْتُهٗ اِلَّا وَاَنَا مَشْدُوْدَةٌ" عَلٰی ثِیَابِیْ حَیَاءً مِنْ عُمَرَ"۔**

(مشکوۃ شریف، باب زیارۃ القبور، صفحہ نمبر 154)

خدا کی قسم اب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیاء کرتے ہوئے بدن کو مکمل چھپا کر جاتی ہوں۔

وضاحت: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ صاحب قبر میں اتنی طاقت بھی موجود ہے کہ وہ باہر والی چیزوں کا معائنہ کرسکتا ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حیاء فرمائی اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ عقیدہ ہوتا کہ قبر والے

باہر کے احوال سے بے خبر ہیں تو وہ کبھی بھی ایسا عمل نہ کرتیں۔" اور آپ کا یہ کہنا کہ یہ میرے شوہر اور یہ میرے والد ہیں"۔ حیات النبی کے عقیدے کو تقویت دینا ہے۔

شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام میں یہ الفاظ مرقوع ہیں

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نظریہ یہی تھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قبر انور میں جلوہ گر رہتے ہوئے باہر کی آواز سماعت فرما رہے ہیں تب ہی تو آپ نے کیل ٹھوکنے والے کو سختی سے منع کیا۔

(شفاء السقام، صفحہ نمبر 207)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

امام نورالدین الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ: ایک دن مروان نبی پاک ﷺ کی قبر شریف پر آیا اس نے دیکھا کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اپنے چہرہ مبارکہ کو قبر انور پر رکھے ہوئے ہیں اس نے آپ کو پکڑ کر کھڑا کیا اور کہا کہ تجھے معلوم ہے کہ تو کیا کر رہا ہے اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا **"جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ اٰتِ الْحَجَرَ"**، کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہوں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا۔

(مجمع الزوائد جلد 4، صفحہ نمبر 5)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابی رسول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا یہی نظریہ تھا کہ نبی پاک ﷺ قبر انور میں جلوہ گر ہیں یہ قبر محض مٹی کا ڈھیر نہیں ہے۔

باب ثالث

قبروں والے سنتے ہیں

جس طرح دنیا میں ہر انسان سننے کی طاقت سے بہرور ہوتا ہے اسی طرح مرنے کے بعد ہر شخص کو سننے، دیکھنے اور محسوس کرنے کی طاقت دی جاتی ہے اس بارے میں اتنی کثیر احادیث ہیں کہ جن کو احاطہ میں لانا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ سرِ دست یہاں چند حوالہ جات پر اکتفا کیا جائے گا جن سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے قبر والوں کو سننے کی طاقت سے نوازا ہے۔

مردہ جوتیوں کی آہٹ کی آواز سنتا ہے

حدیث نمبر 1﴾ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ:

"عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعَبْدُ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰی ذَهَبَ اَصْحَابُهٗ حَتّٰی اَنَّهٗ یَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ فَاَقْعَدَاهُ"۔

(بخاری شریف، جلد 1، صفحہ نمبر 178)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی شخص کو اس کے اصحاب دفن کر کے لوٹتے ہیں تو وہ ان کے قدموں کے آہٹ کی آواز بھی سنتا ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھا دیتے ہیں۔

وضاحت: اس حدیث پاک میں واضح الفاظ میں یہ بتا دیا گیا ہے کہ ہر مردہ لوٹنے والوں کے جوتیوں کی آواز کو سنتا ہے۔ حالانکہ زمین کے نیچے قدموں کی آہٹ کی آواز سننا عادۃً بھی مشکل ہے تو یہ پتہ چلا کہ اس کی قوتِ سماعت میں مزید ترقی ہو جاتی ہے کہ کوئی کتنا ہی آہستہ چلے لیکن مردہ اس کی آواز بھی سن لیتا ہے۔

قبرستان میں سلام کرنے کا طریقہ

حدیث نمبر 2﴾ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلَّمَا كَانَتْ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ الَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا میرے ہاں آنا ہوتا تو آپ ﷺ رات کے آخری حصہ میں بقیع شریف کے قبرستان تشریف لے جاتے اور فرماتے اے جماعت مومنین! السلام علیکم! تم پر سلامتی ہو تمہارے پاس وہ چیز آ چکی ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ ان شاء اللہ ہم بھی تمہارے ساتھ لاحق ہونے والے ہیں اے اللہ! بقیع غرقد والوں کی مغفرت فرما۔

وضاحت: اس حدیث پاک میں نبی پاک ﷺ کا عمل ظاہر ہو رہا ہے کہ آپ قبر والوں کے پاس جا کر ان سے مخاطب ہو کر کلام فرمایا کرتے تھے۔ اگر وہ سنتے ہی نہ ہوں تو وہاں جانے کا کیا فائدہ اور ان کو مخاطب کرنے کا کیا مقصد۔ اس حدیث میں کسی قسم کی تاویل نہیں بلکہ صراحۃً ثابت ہے کہ مردے سنتے ہیں۔

حدیث نمبر 3﴾

جیسا کہ آپ نے گزشتہ حدیث میں نبی پاک ﷺ کا عمل ملاحظہ کیا اسی طرح آپ نے امت کو بھی تعلیم دی ہے کہ وہ قبر والوں کے پاس جب بھی جائیں تو ان کے لئے دعا کریں اور ان پر سلام بھیجیں۔ چنانچہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

"عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَى الْمَقَابِرِ فَكَانَ قَائِلُهُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْئَالُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ"۔

(مسلم شریف، کتاب الجنائز، جلد ا، صفحہ 314)

حضرت بُرَیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ یہ تعلیم دیا کرتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو کہیں۔السلام علیکم! اے مسلمانو کے گھر والو! ان شاء اللہ ہم تمہارے ساتھ لاحق ہونگے ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

وضاحت: اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ ہر قبر والا سلام کو سنتا ہے کیونکہ اگر وہ سلام کو نہ سنیں تو پھر سلام کرنے کا فائدہ ہی حاصل نہ ہوگا کہ بے جان چیزوں پر سلامتی بے معنیٰ ہے۔اور قبرستان میں کچھ قبریں قریب ہوتیں ہیں کچھ دور ہوتیں ہیں جس طرح قریب والوں پر سلام بھیجا جاتا ہے دور والوں پر بھی سلام بھیجا جاتا ہے۔اس حدیث پاک میں یہ نہیں کہا گیا کہ قریب والے سنتے ہیں اور دور والے نہیں سنتے بلکہ سب ہی سلام کو سنتے ہیں۔کیونکہ جس طرح سلامتی کے قریب والے محتاج ہیں دور والے بھی ویسے ہی محتاج ہیں۔عقل سلیم رکھنے والوں کے لئے اتنے حوالہ جات ہی کافی ہیں اور نہ ماننے والوں کے لئے دفتر بھی بے کار ہیں آخر میں مزید ایک حدیث پیش کی جاتی ہے جس سے یہ واضح ہوگا کہ مردے سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔

سلام کرنے والے کو مردہ جواب دیتا ہے

حدیث نمبر 4 : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعًا مَامِنْ اَحَدٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ رُوْحَهُ حَتّٰى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 3، صفحہ 438) (شرح الصدور، صفحہ 84)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب بھی کوئی اپنے مسلمان بھائی جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا کی قبر سے گزرتا ہے پھر وہ اس کو سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر اس کی روح کو لوٹا رکھا ہوتا ہے کہ وہ سلام کا جواب اسے دیتا ہے۔

باب رابع

احادیثِ رسول ﷺ سے حیات الانبیاء کا ثبوت

تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں

حدیث نمبر 1﴾ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

"عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ" يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ"۔

(مسلم شریف، کتاب الفضائل، جلد 2، صفحہ نمبر 268)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ میں معراج کی رات کثیبِ احمر (جگہ کا نام) کے پاس سے گذرا تو میں نے ملاحظہ کیا کہ موسیٰ علیہ السلام قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔

وضاحت: اس حدیثِ پاک میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ انبیاء کرام قبروں میں زندہ ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں اور ظاہر ہے یہ زندگی روح مع الجسد کے ہی ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام قبر میں زندہ ہیں تو جن کے صدقے موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی وہ سید الانبیاء بھی تو زندہ ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ اور اگر موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں زندہ مانا جائے اور ہمارے آقا ﷺ کو زندہ نہ مانا جائے تو موسیٰ علیہ السلام افضل قرار پائیں گے۔ حالانکہ اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم سب انبیاء ورسل سے افضل ہیں۔

حدیث نمبر 2﴾ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا

"قَدْ رَاَيْتُنِيْ فِيْ جَمَاعَةٍ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ فَاِذَا مُوْسٰى عليه

السلام قَائِمٌ" يُصَلِّيْ وَاِذَا عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ عليه السلام قَائِمٌ" يُصَلِّيْ وَاِذَا اِبْرَاهِيْمُ عليه السلام قَائِمٌ" يُصَلِّيْ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَاَمَمْتُهُمْ۔

(مسلم شریف، جلد ا، ص)(کتاب ایمان، صفحہ 96)

آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو انبیاء کرام کی جماعت میں پایا تو دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں اور سیدنا ابراھیم علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں پس جب نماز کا وقت آیا تو میں نے ان سب انبیاء کی امامت کی۔

وضاحت: مذکورہ بالا روایت میں تین انبیاء کرام یعنی سیدنا موسیٰ علیہ السلام، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ابرھیم علیہ السلام کے نماز پڑھنے کا ذکر ہے۔ اس حدیث سے اس بات میں مزید تاکید پیدا ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو قبروں میں ایسی زندگی عطا فرما رکھی ہے کہ جس کی بدولت وہ نماز سے لطف وسرور حاصل کرتے ہیں۔ اور یہ نماز پڑھنا محض حصول لذت کیلئے ہے ان پر یہ نماز فرض یا واجب نہیں۔ اب آخر میں ایک مزید حدیث پاک ملاحظہ کیجئے کہ جس میں سراحۃً یہ مذکور ہے کہ تمام انبیاء کرام اپنے مزارات طَیِّبہ میں نماز کا اہتمام فرماتے ہیں اور زندہ ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں

حدیث نمبر 3﴾ **عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ" فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ ۔**

(حیاۃ الانبیاء فی قبورھم، صفحہ 3)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں"۔

اس حدیث پاک کے بارے میں محدثین کی آراء ملاحظہ ہوں۔

۱۔علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صَحَّحَہٗ الْبَیْھَقِیُّ ۔امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(فتح الباری، شرح صحیح البخاری، جلد ۶، صفحہ 352)

۲۔ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صَحَّ خَبَرُ الْاَنْبِیَاءِ اَحْیَاءٌ'' فِیْ قُبُوْرِھِمْ،

(مرقاۃ شرح مشکوۃ، جلد 3، صفحہ 241)

ترجمہ: ''انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں'' یہ حدیث صحیح ہے۔

۳۔امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رَوَاہُ اَبُوْ یَعْلٰی وَالْبَزَّارُ وَرِجَالُ اَبِیْ یَعْلٰی ثِقَاتٌ''۔

(مجمع الزوائد، جلد 8، صفحہ 211)

اس کو ابو یعلی اور بزار نے روایت کیا ہے ابو یعلی کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

۴۔امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''صحیح حدیث میں نبی ﷺ فرماتے ہیں **''الانبیاء احیاء فی قبورھم''**

انبیاء کرام اپنے مزارات طیبات میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 6، صفحہ 136، قدیم)

۵۔امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَصَحَّ اَنَّہٗ ﷺ قَالَ ''اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ'' یُصَلُّوْنَ

(الحاوی للفتاویٰ جلد 2، صفحہ 163)

یہ حدیث صحیح ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ''کہ انبیاء کرام زندہ ہیں نماز بھی ادا فرماتے ہیں)

آپ ﷺ پر درود شریف پیش کیا جاتا ہے

حدیث نمبر 4﴿ **عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْهِ قُبِضَ وَفِیْهِ النَّفْخَةُ وَفِیْهِ الصَّعْقَةُ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِیْهِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَةٌ'' عَلَیَّ قَالَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَکَیْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَیْکَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ یَقُوْلُوْنَ بَلِیْتَ فَقَالَ اَنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَأْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ**

۔(ابوداؤد شریف، جلد ا، صفحہ 150، مشکوۃ شریف، صفحہ 120)

ترجمہ: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے بہتر دنوں میں جمعہ کا دن ہے اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی دن ان کی روح مبارک قبض کی گئی اسی دن صور پھونکا جائے گا اسی دن لوگوں پر بے ہوشی طاری ہوگی اس لئے مجھ پر اس دن کثرت سے درود بھیجو۔ کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے راوی کہتے ہیں ۔لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ جب آپ کا جسم ریزہ ریزہ ہوجائے گا تو آپ پر ہمارا درود کیسے پیش کیا جائے گا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کو کھانا حرام کردیا ہے۔

وضاحت: ظاہر بات ہے جب جسم سلامت ہے تو اس میں روح بھی موجود ہوگی کیونکہ آپ کی روحانی زندگی کے بارے میں تو کسی کو اختلاف نہیں ۔اگر صرف جسم سلامت رہے اور اس میں روح موجود نہ ہو تو بغیر روح کے تو جسم کی کوئی فضیلت نہیں۔ تو پتہ چلا کہ نبی پاک ﷺ قبر انور میں جسم اور روح دونوں کے ساتھ ہی جلوہ گر ہیں اس

حدیث پاک کے بارے میں ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ابنِ حبان اور امام حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور امام ابن حجر نے اس میں مزید اضافہ کیا ہے کہ یہ حدیث امام بخاری کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ اور امام نووی نے فرمایا کہ اس کی اسناد صحیح ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ، جلد3، صفحہ 238)

حدیث نمبر5﴾ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَکْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّه مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰئِکَةُ وَاِنَّ اَحَدً لَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُه حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَالْمَوْتِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰهِ حَیٌّ یُرْزَقُ۔

(ابن ماجہ، صفحہ 199، مشکوۃ، صفحہ 121)

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر جمعہ کے دن درود پاک زیادہ پڑھا کرو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے اور اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور بے شک جب بھی کوئی مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو وہ درود شریف اس کے فارغ ہوتے ہی مجھے پیش کر دیا جاتا ہے۔ حضرت ابودردا رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی! کیا موت کے بعد بھی؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق بھی دیا جاتا ہے۔

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی اسناد نہایت صحیح ہیں اور یہ حدیث بہت اسنادوں سے مختلف الفاظ میں منقول ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ۔ جلد3 صفحہ 242)

وضاحت: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ انسان جب بھی نبی کریم ﷺ پر

درود پاک بھیجتا ہے۔ وہ فوراً نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیا جاتا ہے۔

آپ کی حیاتِ ظاہری میں بھی ایسا ہی تھا اور اب بھی ایسا ہی ہے کیونکہ آپ زندہ ہیں اور امت کے احوال سے باخبر ہیں۔

حدیث نمبر6﴾ امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری زندگی بھی تمہارے لئے خیر ہے کیونکہ مجھ پر آسمان سے وحی اترتی ہے اور میں تم کو حلال اور حرام کی خبر دیتا ہوں اور میری وفات بھی تمہارے لئے خیر ہے کیونکہ ہر جمعرات کو تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں نیک اعمال پر میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور جو تمہارے گناہ ہوتے ہیں ان کے لئے میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی التجا کرتا ہوں۔

(الوفاء باحوال المصطفیٰ صفحہ 810)

وضاحت: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نبی پاک ﷺ کی جس طرح حیات ہی خیر تھی اسی طرح وفات بھی خیر ہی خیر ہے۔ کیونکہ آپ کا امت سے رابطہ قائم ہے اور آپ پر امت کے تمام اعمال پیش بھی کئے جاتے ہیں۔

نبی پاک ﷺ کی خواب اور بیداری میں زیارت کرنا

حدیث نمبر7﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَةِ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِیْ۔

(بخاری شریف جلد2 صفحہ 1035: مسلم شریف جلد2 صفحہ 242)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے خواب میں مجھے دیکھا وہ عنقریب حالتِ بیداری میں بھی مجھے دیکھے گا اور شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔

وضاحت : اس حدیث پاک کی شرح میں امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ ''جس نے آپ کو خواب میں دیکھا وہ دنیا میں آپ کو بیداری کی حالت میں حقیقۃً دیکھے گا اور آپ سے گفتگو کرے گا کیونکہ صالحین کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ انھوں نے خواب میں نبی پاک ﷺ کو دیکھا پھر آپ کو بیداری میں دیکھا اور جن چیزوں کے متعلق انہیں تشویش تھی ان کے بارے میں حضور ﷺ سے سوالات کئے اور آپ نے ان امور کی عقد کشائی کی۔ (فتح الباری شرح بخاری جلد 12 صفحہ 385)

علامہ آلوسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

''یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جس شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت کی وہ عنقریب آپ کی بیداری میں بھی زیارت کرے گا۔ سلف سے لے کر خلف تک تمام علماء جن کو خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی وہ سب یہ کہتے ہیں خواب میں زیارت کرنے کے بعد ان کو بیداری میں بھی زیارت ہوئی۔

پھر علامہ آلوسی اس حدیث پاک کی تائید میں یہ واقعہ نقل کرتے ہیں شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے ظہر سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے! تم خطاب کیوں نہیں کرتے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں عجمی ہوں فصحاء بغداد کے سامنے کیسے کلام کروں آپ نے فرمایا اپنا منہ کھولو۔ میں نے اپنا منہ کھولا تو آپ نے سات مرتبہ لعاب دہن ڈالا آپ کہتے ہیں کہ ظہر کی نماز کے بعد میں نے بیان کیا تو کلام مجھ پر ملتبس ہوگیا پھر میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زیارت کی جو میرے سامنے مجلس میں کھڑے ہوئے تھے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا اے میرے بیٹے! کلام کیوں نہیں کرتے میں نے کہا اے میرے والد گرامی! مجھ پر کلام ملتبس ہوگیا ہے آپ نے فرمایا اپنا منہ کھولو میں نے منہ کھولا تو آپ نے میرے منہ میں چھ بار لعاب دہن ڈالا میں نے کہا کہ آپ نے سات بار مکمل کیوں نہ کیا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے ادب کی وجہ سے پھر وہ مجھ سے غائب ہوگئے۔

(روح المعانی جلد نمبر 22 صفحہ نمبر 35)

حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ اور دیدارِ مصطفیٰ ﷺ

حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ وعظ فرمارہے تھے کہ شیخ علی ابن ھیتی سامنے بیٹھے تھے کہ انہیں نیند آگئی۔ حضور غوثِ پاک منبر سے اتر آئے اور آکر ان کے پاس باادب کھڑے ہوگئے اور حاضرین سے فرمایا باادب خاموش رہو کچھ دیر بعد جب شیخ علی بن ھیتی بیدار ہوئے تو جناب غوثِ پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے علی! کیا تم نے ابھی خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی؟ بولے جی ہاں۔ فرمایا میں اسی لئے تمہارے پاس باادب کھڑا ہوگیا تھا۔ فرمایا تم کو آقا ﷺ نے کیا حکم دیا؟ عرض کی کہ آپ کی مجلس میں ہمیشہ حاضر ہونے کا۔ حضرت شیخ علی بن ھیتی کہتے ہیں جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا جناب غوثِ پاک نے بیداری میں اس کا ملاحظہ کیا۔

(زبدۃ الآثار واشعۃ اللمعات)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ میرے پاس ایک فریادی نے درخواست کی میں اس وقت کے سلطان کے پاس جا کر اس کی سفارش کروں تو اس کو میں نے جواب دیا کہ میرے بھائی میں پچھتر (75) بار حضرت سلطان الانبیاء ﷺ کی بیداری میں بالمشافہ زیارت بابرکت سے مشرف ہو چکا ہوں سوتے اور جاگتے میں آپ سے بعض احادیث کی صحت کے بارے میں دریافت کر چکا ہوں مجھے خدشہ ہے کہ اگر میں نے تمہاری سفارش کی تو پھر مجھے زیارت نصیب نہ ہوگی اور میں اس شرفِ سلطان پر ترجیح دیتا ہوں۔

(سعادت الدارین صفحہ نمبر 437: میزان الشریعۃ الکبریٰ)

پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیدارِ مصطفےٰ ﷺ

پیر صاحب گولڑہ شریف حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز، ایک مرتبہ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ اس زمانہ میں سواری کا خاطر خواہ انتظام نہ تھا۔ جب وادی حمراء پہنچے تو تمام حاجی تھک کر چُور تھے جاتے ہی لیٹ گئے کسی نے نماز پڑھی کسی نے نہیں پڑھی پیر صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے عشاء کی نماز کے صرف فرض پڑھے اور سونے کا ارادہ کیا۔ دیکھا کہ حبیب خالق اکبر ساقیٔ کوثر ﷺ پاس سے گزر رہے ہیں جب بالکل قریب پہنچے تو میری طرف سے پردہ کر لیا میں دوڑ کر آگے بڑھا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھ سے کیا غلطی ہوئی جو التفات نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب آپ ہی ہماری سنتیں چھوڑیں گے تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ یہ سن کر پیر صاحب پر گریہ طاری ہو گیا۔ دوبارہ عشاء کی پوری نماز پڑھی اور یہ مشہور نعت کہی۔

اَج سک متراں دی ودھیری اے ☆ کیوں دلڑی اداس گھنیری اے

ترجمہ: آج محبوب کی محبت کی کسک زیادہ محسوس ہو رہی ہے، معلوم نہیں آج یہ ننھا سا دل کیوں اتنا اداس ہے۔

لوں لوں وچ شوق چنگیری اے ☆ اج نیناں لایاں کیوں جھڑیاں

ترجمہ: میرے روئیں روئیں میں شوق محبت موجزن ہے، آج آنکھوں نے کیوں برسات کی جھڑیاں لگا دی ہیں۔

اور آخر میں آپ نے کہا۔

سُبحَانَ اللّٰہِ مَا اَجمَلَکَ ☆ مَا اَحسَنَکَ مَا اَکمَلَکَ

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا ☆ گستاخ اکھیاں کتھے جا اڑیاں

ترجمہ: سبحان اللہ کیا شان ہے آپ کے جمال کی، کیا شان ہے آپ کے حسن کی کیا شان

ہے آپ کے ہمہ صفت موصوف ہونے کی۔

کہاں مہر علی اور کہاں آپ کی تعریف و توصیف، ان آنکھوں نے آپ کو بالمشافہ دیکھنے کی گستاخی کا ارتکاب کیا ہے۔

امام اہلسنّت اور دیدارِ مصطفےٰ ﷺ

امام اہلِ سنّت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن زبردست عاشق رسول تھے متجر عالم تھے، کم و بیش پچاس علوم پر دسترس رکھتے تھے۔ علماء حرمین طیبین نے آپ کو چودھویں صدی کا مجدّد کہا آپ فنا فی الرسول کے اعلیٰ منصب پر متمکن تھے۔ بار ہا مدنی سرکار ﷺ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تھے۔

دوسری بار جب مدینہ پاک حاضری ہوئی تو بیداری میں زیارت کی حسرت لئے مواجہہ شریف میں پوری رات حاضر ہو کر درود پاک کا ورد کرتے رہے، پہلی رات کی قسمت میں یہ سعادت نہ تھی دوسری رات آ گئی مواجہہ شریف میں حاضر ہوئے اور دردِ فراق سے بے تاب ہو کر ایک نعتیہ غزل پیش کی جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں ☆ تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

ہر چراغ مزار پر قدسی ☆ کیسے پروانہ وار پھرتے ہیں

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں ☆ مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ ☆ تجھ سے شیدا ہزار پھرتے ہیں

(اعلیٰ حضرت نے از راہ تواضع اپنے آپ کو شیدا کی جگہ کتا لکھا تھا) آپ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں درود و سلام پیش کرتے رہے آخر راحت العاشقین مراد المشتاقین ﷺ نے اپنے عاشق حقیقی کے حالِ زار پر کرم فرمایا۔ انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور قسمت انگڑائی لے کر اٹھ بیٹھی نقاب رخ اٹھ گیا، خوش نصیب عاشق نے عین ....

بیداری کے عالم میں اپنے محبوب کا چشمانِ سر سے دیدار کرلیا۔

شربت دید نے اک آگ لگادی دل میں ☆ تپش دل کو بڑھایا ہے بجھانے نہ دیا
اب کہاں جائے گا نقشہ ترا میرے دل سے ☆ تہہ میں رکھا ہے اسے دل نے گمانے نہ دیا

غازی علم دین شہید اور دیدارِ مصطفٰے ﷺ

عاشق خیر الوریٰ، غازی علم الدین شہید 3 دسمبر 1908ء بروز جمعرات لاہور میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام طالع محمد تھا جو بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ لاہور میں رجپال نامی ایک کتب فروش تھا جس کی دوکان پر بالعموم آریہ سماج کی مذہبی کتابیں فروخت ہوتیں تھیں اس کی دوکان انارکلی سے ملحق تھی۔ اس نے ایک دل آزار کتاب ''رنگیلا رسول'' (نعوذ باللہ) شائع کی جس کو ڈی اے وی کالج کے پروفیسر چھپاؤتی نے لکھا تھا مگر کتاب پر مصنف کا نام تحریر نہیں کیا۔ پھر عدالتِ عالیہ نے بھی ظالموں کا ساتھ دیا تو 27 ستمبر 1927ء کو لاہور کے غیور شیر فروش خدا بخش نے راجپال پر قاتلانہ حملہ کیا مگر حملہ ناکام رہا اور اسے سات سال کی سزا ہوگئی۔ کوہاٹ سے عبدالعزیز نامی شخص آیا اور اس نے راجپال کو فنافی النار کرنے کے لئے اپنی سمجھ کے مطابق اس پر 19 اکتوبر 1927ء کو حملہ کر کے اس کا سرتن سے جدا کر دیا مگر وہ راجپال کا ملعون دوست جتنذر داس نکلا عدالت سے عبدالعزیز کو 14 سال کی سزا ہوئی۔ آخر کار 6 اپریل 1929ء کو یہ سعادت علم الدین شہید کے حصہ میں آئی۔ علم الدین شہید نے راجپال ملعون کی دکان میں گھس کر اس کے دو ملازموں دو ہندو سپاہیوں اور ایک سکھ حوالدار جو اس کی دکان پر حکومت کی جانب سے تعینات تھے کے سامنے دن دہاڑے اپنا خنجر اس کے سینے میں پیوست کر کے اس کو جہنم رسید کر دیا۔ قائد اعظم نے مقدمہ کی پیروی کی مگر سزائے موت بحال رہی۔ غازی علم الدین شہید کی جان بچانے کے لئے مسلمانوں نے بہت کوشش کی اس زمانے میں جب

گھی 75 پیسے سیر، چینی روپیہ کی چار سیر، گندم روپیہ کی مَن بکتی تھی اس مقدمہ پر 18 ہزار روپے خرچ آیا جو مسلمانوں نے بطور چندہ جمع کیا تھا۔ 31 اکتوبر 1929ء کی صبح میانوالی جیل میں غازی علم الدین شہید کو پھانسی دے دی گئی اور نو بجے جیل کے حکام نے شہید کے جسد خاکی کو بغیر جنازہ پڑھے خاموشی سے جیل ہی میں دفن کر کے پہرہ لگا دیا۔

حکومت کی اس حرکت پر بالخصوص پنجاب کے مسلمان بھر گئے اور سخت ہنگامہ آرائی شروع ہوگئی، مجبور ہو کر شہادت کے 13 دن بعد میت قبر سے نکالی گئی جو بالکل صحیح سالم اور تروتازہ تھی جسم مبارک کو جست کے صندوق میں رکھ کر اسپیشل ٹرین کے ذریعے لاہور لایا گیا۔ 14 نومبر 1929ء بروز جمعرات دن 10 بجے شمع رسالت کے اس پروانہ کا جنازہ اس شان سے اٹھایا گیا کہ لاہور نے اس سے پہلے ایسا جنازہ نہ دیکھا تھا۔ جنازہ کا جلوس پانچ میل لمبا تھا۔ تقریباً چھ لاکھ مسلمانوں نے جنازے میں شرکت کی جس میں پورے ہندوستان کے ہر صوبے کے مسلمان شامل تھے۔ جنازہ کی کیفیت دیدنی تھی۔ فضا خوشبوؤں سے معطر تھی جنازہ جدھر سے گذرتا پھولوں کی بارش ہونے لگتی صندوق پر سیاہ چادر تھی جس پر اشعار لکھے ہوئے تھے۔ ہر شخص وفور جذبات کی تصویر بنا ہوا تھا لحہ شہادت کی پکار فضا میں گونج رہی تھی اور ہزاروں با آواز بلند دعائیہ کلمات پڑھ رہے تھے۔ چارپائی جس پر صندوق تھا اس کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھ دیئے گئے تھے اور بانسوں سے لوگوں نے اپنی پگڑیاں باندھ دی تھیں جس کو ہزاروں لوگوں نے تھام رکھا تھا۔ ساری فضا کلمہ شہادت، تکبیر، غازی علم الدین شہید زندہ باد، اسلام زندہ باد کے نعروں سے گونج رہی تھی۔ اس زمانے میں پرانی انارکلی اور چوبرجی کے درمیان کھیت ہوتے تھے۔ بارہ بجے ملتان روڈ پر یونیورسٹی گراونڈ کے قریب نماز جنازہ ادا کی گئی۔ پھر چوبرجی سے میانی صاحب کے قبرستان تک آدھ میل کا راستہ ڈیڑھ گھنٹہ میں طے ہوا۔ قبر مولانا ظفر علی خان نے اپنی نگرانی میں بنوائی بعدازاں علامہ اقبال اور مولانا دیدار علی شاہ الوری رحمۃ اللہ

علیہ نے اپنے دست ہائے مبارک سے اس عاشق رسول اور حرمتِ رسول کے فدا کار کو سپرد خاک کر دیا۔ جنازہ میں پنجاب کے چوٹی کے تمام علماء ومشائخ شامل تھے۔

31 اکتوبر 1929ء صبح قیدی نمبر 105 یعنی غازی علم الدین شہید کو میانوالی جیل میں پھانسی دے دی گئی۔ شہید کی اس آخری رات میانوالی جیل کے اندر اور باہر سخت پہرہ تھا اور نواب دین وارڈن جیل چاق و چوبند۔ ہاتھوں میں بندوق لئے عالم اضطراب میں قیدی نمبر 105 کی کال کوٹھری کے کبھی اِس طرف اور کبھی اُس طرف چکر لگا رہا تھا۔ اس کی نظریں بار بار اس قیدی پر مرکوز ہو جاتیں تھیں جو نماز عشاء کے بعد سے تلاوت میں مشغول تھا۔ اسی اثناء میں کئی بار اس قیدی کی جبیں سجدہ ریز ہوئی۔ عجب نظارہ تھا کہ اندھیری رات میں بھی اس کا چہرہ پرنور صاف دکھائی دے رہا تھا۔ صبح کی اذان میں ابھی کچھ دیر باقی تھی نواب دین کو ایک لحہ کیلئے اونگھ آ گئی مگر اس نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور اس قیدی کی طرف بغور دیکھنے لگا لیکن کال کوٹھڑی سے وہ قیدی ایک لحہ میں غائب ہو چکا تھا۔ نواب دین نے بندوق کو بغل میں دبا کر، پریشان نظروں اور لرزتے ہاتھوں سے کال کوٹھڑی کے مضبوط تالے کو جھنجھوڑ کر دیکھا۔ تالا بند تھا اور دیوار میں کوئی شگاف بھی نہ تھا۔ خوف، اندیشے اور وسوسے اس کے ذہن پر مسلط ہو گئے اور عالم حیرانی و پریشانی میں اس کی آنکھیں قیدی کو اِدھر اُدھر تلاش کرنے لگیں اس کی نگاہ ایک بار پھر کال کوٹھڑی کی طرف اٹھ گئی جہاں اب اندھیرے کی جگہ نور کا سیلاب آیا ہوا تھا۔ اور وہی قیدی فرش پر خشوع وخضوع سے بیٹھا عرش بریں کی طرف نگاہیں اٹھائے خاموشی کی زبان میں کسی سے ہمکلام تھا۔ نواب دین کا بیان ہے کہ کال کوٹھڑی بقعۂ نور بن چکی تھی اور ایک نورانی صورت بزرگ مصلے پر بیٹھے ہوئے قیدی نمبر 105 کے سر پر دست شفقت پھیر رہے تھے۔ نواب دین ان کی زیارت کیلئے کوٹھڑی کی سلاخوں کے قریب آیا ہی تھا کہ وہ مہمان بزرگ غائب ہو گئے بس قیدی رہ گیا۔ جو تسبیح وتہلیل میں مستغرق تھا اور جس کو علی الصبح تختہ

دار پر لٹکایا جانا تھا۔ (یہ خوش بخت انسان نبی کائنات، نبی اول الزماں وآخر الزماں، تاجدار حرم ﷺ کی بیداری میں زیارت کر رہا تھا، یہی نہیں بلکہ آپ اس پر انتہا درجہ شفقت فرما رہے تھے)

سبحان اللہ سچ ہے ۔ یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

(ماہنامہ حکایت لاہور اکتوبر 1978: حیات امیر شریعت از جانباز مرزا صفحہ نمبر 100 تا 103)

رسول اللہ ﷺ کا قبرِ مبارک سے جواب دینا

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَہ رضی اللہ عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَامِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ ۔ (ابوداؤد شریف جلد 1 صفحہ 279)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو وہ اس حال میں سلام بھیجتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری روح میری طرف لوٹائی ہوئی ہوتی ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

سوال: اس حدیث پاک سے ظاہری طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی روح مقدس بعض اوقات آپ سے جدا ہو جاتی ہے حالانکہ کثیر احادیث میں ہے کہ آپ ہمیشہ اپنی قبر منور میں زندہ ہیں۔

اس سوال کے علماء کرام نے بہت جوابات دیئے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

جواب نمبر 1: "رَدِّ روح" یعنی روح لوٹانے سے یہ مراد نہیں کہ وہ بدن شریف سے جدا ہو کر بدن میں واپس آتی ہے بلکہ بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ عالمِ برزخ میں ملکوت کے احوال اور مشاہدہ الٰہی میں بالکل اسی طرح مستغرق رہتے ہیں جس طرح دنیا

میں حیات ظاہری میں ہوتے تھے۔لہٰذا اس مشاہدہ اور استغراق کی حالت سے افاقہ کو ''ردِ روح'' سے تعبیر کیا ہے یعنی آپ جب سلام بھیجنے والے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اس کیفیت کو روح لوٹانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

جواب نمبر 2: آپ کی روح ہمیشہ آپ کے جسم مبارک میں ہی رہتی ہے۔کیونکہ کوئی ایسا وقت نہیں جب کوئی آپ پر درود وسلام نہ بھیجتا ہو۔لہٰذا آپ کی روح شریف بدن مبارک میں ہر وقت ہونا ضروری ہے۔

جواب نمبر 3: یہاں روح سے مراد ''روحِ حیات'' نہیں بلکہ خوشی اور راحت ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔''**فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ**'' یہاں ''**فَرَوْحٌ**'' کی راء پر پیش بھی پڑھی گئی ہے۔اس صورت میں اس حدیث پاک کے معنیٰ یہ ہوں گے کہ آنحضرت ﷺ کو سلام بھیجنے والوں کے سلام سے نہایت خوشی و مسرت اور راحت و فرحت حاصل ہوتی ہے۔کیونکہ حضور ﷺ اپنے لئے سلام کو بہت پسند کرتے ہیں اور یہ خوشی آپ کو سلام کا جواب دینے پر آمادہ کرتی ہے۔

جواب نمبر 4: یہ ہے کہ لفظ ''رُوح'' سے مراد وہ فرشتہ ہے جو آپ کی قبر انور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے اور جو آپ ﷺ کی امت کا سلام آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔تو اس صورت میں حدیث کے معنیٰ یہ ہوں گے اللہ تعالیٰ اس فرشتے کو جو میری قبر انور پر متعین ہے میری طرف بھیجتا ہے تاکہ وہ مجھے سلام پہنچادے۔اس جواب کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے نقل کیا ہے (فتح الباری جلد 6 صفحہ 353)

وضاحت: لہٰذا یہ بات ثابت ہوگئی کہ وفات کے بعد اللہ تعالیٰ حضور ﷺ پر آپ کی روحِ مبارک کو ہمیشہ کے لئے لوٹا دیا گیا ہے لہٰذا آپ علی الدوام زندہ ہیں یہاں تک کہ اگر کوئی شخص آپ پر سلام بھیجے تو چونکہ آپ زندہ ہیں اس لئے آپ اس کے سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ دور ونزدیک سے سنتے اور دیکھتے ہیں

دشمنِ محبوبِ خدا ﷺ کو اعلانِ جنگ

حدیث نمبر 1 ﴿ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللّٰہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ عَبْدِیْ يَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُهٗ فَکُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِیْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ يَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِيَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِيْذَنَّهٗ۔

(بخاری شریف: کتاب الرقاق جلد 2 صفحہ 963)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی کرے گا میں اُس سے اعلان جنگ کرتا ہوں اور مجھے فرائض سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں جس کے ساتھ بندہ میرا قرب حاصل کرے اور پھر بندہ نوافل کے ذریعے مسلسل میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں پس (جب میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو) میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ طلب کرے تو اسے اپنی پناہ ضرور دیتا ہوں۔''

صاحب مشکوٰۃ نے بھی اس حدیث پاک کو نقل کیا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف، باب ذکر اللہ والتقریب الیہ صفحہ 197)

تشریح: اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو آنکھ، کان، پاؤں اور ہاتھ بننے سے پاک ہے پھر آخر اس حدیثِ قدسی کا کیا معنی ہے اس سوال مقدر کے جواب میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''بندہ مسلسل اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا رہتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس بندے کی آنکھیں اور کان بن جاتا ہوں اور جب اللہ تعالیٰ کا نور اس کے کان بن جاتا ہے تو وہ پھر قریب اور بعید سے سنتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا یہ خاص نور اس کی آنکھیں بن جاتا ہے تو وہ قریب اور بعید یکساں دیکھتا ہے اور جب یہ نور اس کے ہاتھ بن جاتا ہے تو وہ ''مشکل اور آسان'' ''قریب اور بعید'' کے تمام تصرفات پر یکساں قادر ہو جاتا ہے۔''

(تفسیر کبیر جز نمبر 21 صفحہ 91 تفسیر سورہ کہف)

امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''ایک روایت میں یہ بھی ہے ''**وفوادہ الذی یعقل بہ ولسانہ الذی یتکلم بہ**'' کہ میں اس کا دل بن جاتا ہوں جس سے وہ سوچتا ہے اور میں اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ کلام کرتا ہے۔'' (عمدۃ القاری جلد 15 صفحہ 577)

جب ایک ولی کی طاقت کا یہ عالم ہے تو جن کے در سے ولایت تقسیم ہوتی ہے اور جو سید الانبیاء ﷺ ہیں ان کی قوت و طاقت، اختیارات و تصرفات کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی ☆ سردار کا عالم کیا ہوگا

غزالی زماں، رازی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں کہ

''بعض لوگ اس حدیث کا یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر کے اس کا محبوب بن جاتا ہے تو پھر وہ اپنے کانوں سے کوئی ناجائز بات نہیں سنتا، اپنی آنکھوں سے خلاف شرع کوئی چیز نہیں دیکھتا، اپنے ہاتھ پاؤں سے خلاف شرع کوئی کام نہیں کرتا جبکہ یہ معنی بالکل غلط ہیں اور حدیث شریف میں تحریف کرنے کے مترادف ہیں کیونکہ اس معنی سے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے نزدیکی حاصل کرنے والا بندہ محبوب ہونے کے بعد اپنے کسی عضو یا حصّہ سے گناہ نہیں کرتا اور وہ اپنے کان، آنکھ، ہاتھ اور پاؤں سے جو کام کرتا ہے وہ سب جائز اور شرع کے مطابق ہوتے ہیں۔ لیکن اس معنی کو جب الفاظِ حدیث پر پیش کیا جاتا ہے تو حدیث شریف کا کوئی لفظ اس کی تائید نہیں کرتا کیونکہ ایک معمولی سمجھ والا انسان بھی اس بات کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ گناہوں سے بچنے کی وجہ سے تو وہ محبوب بنا تھا۔ اگر گناہوں میں مبتلا ہونے کے باوجود ہی محبوبیت کا مقام حاصل ہو سکتا ہے تو تقویٰ اور پرہیزگاری کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔''

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ ''(ال عمران 31)

ترجمہ: ''آپ فرمائیے (انہیں کہ) اگر تم محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا اللہ تعالیٰ تم سے۔''

''معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی اتباع یعنی تقویٰ اور پرہیزگاری کے بغیر مقام محبوبیتِ خداوندی کا حصول ناممکن ہے بندہ پہلے برے کاموں کو چھوڑتا ہے، ان سے توبہ کرتا ہے، فرائض ونوافل ادا کرتا ہے تب وہ محبوب بنتا ہے۔''

(تحفظِ عقائدِ اہلسنّت صفحہ 860)

اس کے بعد غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس حدیثِ پاک کا وہی معنی

صحیح اور درست ہے جو امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ابھی گزر چکا ہے ۔(کَمَا طَالَعْتَهٗ اٰنِفاً)

جہنم میں پتھر کے گرنے کی آواز سننا

حدیث نمبر 2﴾ ''عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی الله عنه قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ سَمِعَ وَجْبَةً فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَا قَالَ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ هٰذَا حَجَرٌ رُمِیَ بِهٖ فِی النَّارِ مُذْ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا فَهُوَ یَهْوِیْ فِی النَّارِ الْاٰنَ حَتّٰی اِنْتَهٰی اِلٰی قَعْرِهَا۔'' (مسلم شریف: کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا جلد 2 صفحہ 381)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ نے اچانک ایک گڑگڑاہٹ کی آواز سنی آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے یہ کیسی آواز تھی؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ایک پتھر تھا جس کو ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا یہ اب تک اس میں گر رہا تھا اور اب اس کی گہرائی میں پہنچا ہے۔

تشریح: اس حدیث پاک سے سرکار دو عالم ﷺ کی قوت سماعت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جب آپ دوزخ کی آواز کو اس دنیا میں سن سکتے ہیں تو دنیا کی آواز کو اس دنیا میں سننا آپ کے لئے بدرجہ اولیٰ آسان اور ممکن ہے۔ تو معلوم ہوا کہ عاشقِ رسول (ﷺ) دنیا کے جس گوشے سے رسول اللہ ﷺ کو پکارے تو آپ ﷺ مدینے میں اُس کی آواز سن سکتے ہیں۔

ہم یہاں سے پکاریں وہاں وہ سنیں ☆ ان کی اعلیٰ سماعت پہ لاکھوں سلام
فریاد امتی جو کرے حالِ زار میں ☆ ممکن نہیں کہ خیرِ بشر کو خبر نہ ہو
واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے ☆ اتنا بھی تو ہو کوئی آہ کرے دل سے

رسول اللہ ﷺ عذاب قبر بھی سنتے ہیں

حدیث نمبر 3﴾ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے کہا کہ ''نبی کریم ﷺ بنو نجار کے ایک باغ میں اپنے خچر پر سوار ہو کر جا رہے تھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے کہ اچانک وہ خچر بدکی۔ قریب تھا کہ وہ خچر آپ کو گرا دیتی وہاں پر چھ، پانچ یا چار قبریں تھیں آپ نے فرمایا ان قبر والوں کو کون جانتا ہے؟ ایک شخص نے کہا میں جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ لوگ کب مرے تھے؟ اس نے کہا یہ لوگ زمانہ شرک میں مرے تھے آپ نے فرمایا اس امت کی ان قبروں میں آزمائش کی جارہی ہے پھر فرمایا ''فَلَوْلَا اَنْ لَّا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ یُّسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِیْ اَسْمَعُ مِنْهُ'' اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ تم لوگ اپنے مُردے دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا کہ وہ تم کو بھی وہ عذاب سنائے جو میں سن رہا ہوں۔

(مسلم شریف: کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا جلد 2 صفحہ 386)

تشریح: اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو عذاب قبر سننے کی طاقت سے نواز رکھا ہے۔

حدیث نمبر 4﴾ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث پاک یوں روایت کرتے ہیں۔

''عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ رضی الله عنه قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتاً فَقَالَ یَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِیْ قُبُوْرِهَا۔'' (بخاری شریف: کتاب الجنائز جلد 1 صفحہ 184)

ترجمہ: حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سورج غروب ہونے

کے بعد باہر تشریف لے گئے آپ نے ایک آواز سنی تو آپ نے فرمایا یہود کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

اس حدیثِ پاک کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ بھی روایت کرتے ہیں۔

(مسلم شریف: کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا جلد2 صفحہ 386)

صاحب مشکوٰۃ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیثِ پاک کو نقل کیا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف: باب المعجزات صفحہ 536)

نبی کریم ﷺ کی قوتِ سماعت اور بصارت

حدیث نمبر 5﴾ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

''عَنْ اَبِیْ ذَرٍ رضی اللّٰہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاَ سْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ''

(ترمذی شریف: ابواب الزھد جلد2 صفحہ 57)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک جو میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے اور جو میں سنتا ہوں وہ تم نہیں سنتے۔

دور و نزدیک سے سننے والے وہ کان ☆ کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

حدیث نمبر 6﴾ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

''عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللّٰہ عنہ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰہ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ حَتّٰی رَاَ یْتُ مَشَا رِ قَھَا وَمَغَا رِبَھَا''

(مسلم شریف: کتاب الفتن جلد2 صفحہ 390)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا یہاں تک کہ میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

وضاحت: ان تمام احادیث سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو ہر مقام سے سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔ اور آپ کی ایسی قوتِ سماعت ہے کہ اس جیسی قوت کسی اور کو حاصل نہیں۔ کیونکہ آپ کی ہر صفت درجہ اتم کو پہنچی ہوئی ہے اور باکمال ہے۔ (بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ)

بلکہ آپ کی قوت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے بتایا کہ یہ دوزخ میں پتھر کے گرنے کی آواز ہے۔ یہ فلاں شخص کو عذاب دیئے جانے کی آواز ہے۔ اور مذکورہ بالا حدیثِ پاک میں تو آپ نے صاف صاف بتا دیا کہ اگرچہ تمہارے اعضاء بظاہر میرے اعضاء ہی کی مثل ہیں لیکن ان میں موجود طاقت کا بہت فرق ہے کیونکہ میں جو کچھ سنتا ہوں تمہارے کانوں کو اس تک رسائی نہیں۔ اور جو کچھ میں دیکھتا ہوں تمہاری آنکھوں کو اس تک رسائی نہیں، کیونکہ میں تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خاص طاقت سے سماعت کرتا اور دیکھتا ہوں۔

قبرِ انور پر موجود فرشتے کی قوتِ سماعت

حدیث نمبر 7: ''عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ وَکَّلَ بِقَبْرِیْ مَلَکاً اَعْطَاہُ اَسْمَاعَ الْخَلَا ئِقِ فَلَا یُصَلِّیْ عَلَیَّ اَحَدٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَا مَۃِ اِلَّا بَلَغَنِیْ بِاِ سْمِہٖ وَاِسْمِ اَبِیْہِ ھٰذَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ قَدْ صَلّٰی عَلَیْکَ''

(الترغیب والترھیب جلد2 صفحہ 499)

ترجمہ: حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میری قبر انور پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پوری مخلوق کی آوازیں سننے کی طاقت بخشی ہے۔ قیامت تک جو بھی مجھ پر درود شریف

پڑھے گا۔ وہ فرشتہ درود شریف پڑھنے والے کا نام اور اس کے باپ کا نام لے کر عرض کرتا ہے کہ فلاں بن فلاں نے آپ پر درود شریف بھیجا ہے۔

بارگاہِ اقدس میں درود شریف کا پیش کیا جانا

حدیث نمبر 8: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں،

''عَنْ اَنَسِ بنْ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَقْرَبَكُمْ مِنِّیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْ كُلِّ مُوْمِنٍ اَكْثَرُكُمْ عَلَیَّ صَلَاةً فِی الدُّنْیَا مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَیْلَةِ الْجُمُعَةِ قَضَی اللّٰهُ لَهُ مِائَةِ حَاجَةٍ سَبْعِیْنَ مِنْ حَوَائِجِ الْاٰخِرَةِ وَثَلَاثِیْنَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا یُوَكِّلُ اللّٰهُ مَلَكًا یُدْخِلُهُ فِیْ قَبْرِیْ كَمَا یُدْخَلُ عَلَیْكُمُ الْهَدَایَا یُخْبِرُنِیْ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ بِاِسْمِهٖ اِلٰی عَشِیْرَتِهٖ فَاُثْبِتُهُ عِنْدِیْ فِیْ صَحِیْفَةٍ بَیْضَاءَ'' (حیاۃ الانبیاء صفحہ نمبر 9)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا بلا شبہ قیامت کے روز میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو دنیا کے اندر تم میں سب سے زیادہ مجھ پر درود شریف پڑھتا ہوگا جس نے جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات ایک سو مرتبہ مجھ پر درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس کی ایک سو حاجتیں پوری فرمائے گا۔ ستر آخرت کی اور تیس اس دنیا کی نیز اللہ تعالیٰ میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر فرمادے گا جو اس پڑھنے والے کا درود لے کر اس طرح میری قبر میں آئے گا جیسا کہ تمہارے پاس کوئی تحائف لے کر آتا ہے۔ جس نے مجھ پر درود شریف پڑھا وہ فرشتہ مجھے اس کے نام نسب اور خاندان تک کی اطلاع وخبر دیتا ہے پس وہ درود میں اپنے پاس موجود نورانی صحیفہ میں لکھ لیتا ہوں ۔

امام اصبہانی نے بھی یہ حدیث نقل کی ہے اس میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں،

''اِنَّ عِلْمِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ كَعِلْمِیْ فِی الْحَیَاةِ''

(الترغیب والترھیب جلد 1 صفحہ 525)

ترجمہ: کہ بے شک میرا علم میری وفات کے بعد ایسا ہی رہے گا جیسا کہ حیاتِ دنیا میں ہے۔

وضاحت: ان احادیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نبی پاک ﷺ کی قبر پر ایک ایسا فرشتہ بھی مقرر ہے جو تمام دنیا کے لوگوں کی آواز سننے کی طاقت رکھتا ہے جب فرشتے کی طاقت کا یہ عالم ہے تو سید الانبیاء کی سماعت کے کیا کہنے۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی ☆ سردار کا عالم کیا ہوگا

نیز یہ بھی پتہ چلا کہ جو خوش نصیب آپ ﷺ پر درود شریف بھیجتا ہے اس کا نام اور اس کے والد کا نام تک نبی کریم ﷺ جانتے ہیں۔ اور درود شریف پڑھنے کی برکت سے دنیا وآخرت کی بلائیں بھی دور ہوتی ہیں اور نبی کریم ﷺ کا علم آپ کے وصال کے بعد بھی ویسے ہی ترقی کی طرف گامزن ہے جیسا کہ دنیا میں تھا۔ اس کی تائید اس آیت سے بھی ہوتی ہے،

''وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی'' (والضحیٰ 4)

ترجمہ: اور بیشک پچھلی (یعنی آئندہ آنے والی گھڑی) تمہارے لئے پہلی (یعنی گزشتہ گھڑی) سے بہتر ہے۔

بارگاہِ اقدس میں درود شریف کا پیش ہونا

اس بارے میں بحث کرتے ہوئے غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو تحریر فرمایا ہے اس کا خلاصہ حاضرِ خدمت ہے۔

''اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کو درود کا علم کس طرح ہوتا ہے، آپ خود سنتے ہیں یا آپ کو پہنچا دیا جاتا ہے تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ قبرانور پر درود شریف پڑھا جائے تو حضور ﷺ سنتے ہیں اور دور سے پڑھنے والوں کا درود حضور ﷺ سنتے نہیں بلکہ فرشتے آپ تک پہنچا دیتے ہیں۔''

چند سطر کے بعد لکھتے ہیں کہ ''لیکن ہمارے نزدیک ہر شخص کا درود حضور ﷺ سنتے ہیں درود وسلام پڑھنے والا خواہ قبرانور کے پاس حاضر ہو یا کہیں دور ہو۔ قریب اور دور کا فرق رسول اللہ ﷺ کیلئے نہیں بلکہ درود وسلام پڑھنے والے کے لئے ہے۔''

علاوہ ازیں حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے یہ کہاں ارشاد فرمایا ہے کہ دور سے درود پڑھنے والے کا درود صرف فرشتوں کے ذریعے مجھے پہنچتا ہے میں اسے نہیں سنتا۔ حضور ﷺ کے درود وسلام سننے اور آپ کی خدمت میں پہنچائے جانے سے متعلق متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں۔ اگر ان سب کو سامنے رکھ کر فکر سلیم سے کام لیا جائے تو یہ مسئلہ بہت آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ اس بارے میں ایک حدیث تو یہ ہے ''جس نے میری قبرانور پر آکر درود پڑھا تو میں اسے سنتا ہوں اور جس نے دور سے پڑھا وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔''

دوسری حدیث یہ ہے ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص میری قبر کے پاس آکر مجھ پر درود پڑھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہوا ہوتا ہے جو اس کا درود مجھے پہنچا دیتا ہے اور وہ اپنے امر دنیا و آخرت کی کفالت کیا جاتا ہے اور میں اس کے لئے قیامت کے دن گواہ اور شفیع ہوں گا۔''

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قبر شریف پر جو درود پڑھا جاتا ہے اسے بھی حضور ﷺ کے سامنے فرشتہ پیش کرتا ہے۔ اب اگر فرشتہ کا حضور ﷺ کی بارگاہ میں درود

پیش کرنا آپ کے سننے کے مخالف ہو تو اس حدیث کا واضح مطلب یہ ہوگا کہ میری قبر پر جو درود شریف پڑھا جائے میں اسے بھی نہیں سنتا۔

تو یہ ماننا پڑے گا کہ جس طرح قبرانور کے پاس درود پڑھنے والے کا درود حضور ﷺ سنتے ہیں اسی طرح دور والے کا درود بھی حضور ﷺ اپنے سمع سے سنتے ہیں اور جس طرح دور کا درود آپ کو پہنچایا جاتا ہے اسی طرح قبرانور پر جو درود پڑھا جائے اسے بھی ایک فرشتہ آپ تک پہنچا دیتا ہے۔

فرشتوں کے درود پہنچانے کو جن لوگوں نے سننے کے منافی قرار دیا ہے دراصل وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ آپ کی بارگاہ میں فرشتوں کا درود پہنچانا آپ کی لاعلمی ہے، حالانکہ یہ غلط ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے بھی ہم ثابت کر چکے ہیں کہ قبرانور پر جو درود پڑھا جائے اسے حضور ﷺ سنتے بھی ہیں اور اسے فرشتے بھی آپ کے دربار میں پہنچاتے ہیں اگر فرشتوں کا پہنچانا لاعلمی کی وجہ سے ہوتا تو مزار مبارک پر جس درود کو حضور ﷺ خود سن رہے ہیں اس کے پہنچانے کی کیا ضرورت تھی۔

اس بارے میں ہم بس ''فیض الباری'' کی ایک عبارت ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

ترجمہ: جاننا چاہئے کہ نبی کریم ﷺ پر درود پیش کرنے کی حدیث علم غیب کی نفی پر دلیل نہیں بن سکتی اگرچہ علم غیب کے بارے میں یہ مسئلہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ متناہی کی نسبت غیر متناہی کی طرح ہے۔ کیونکہ فرشتوں کی پیشکش کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ درود شریف کے کلمات بعینہا بارگاہ عالیہ میں پہنچ جائیں۔ حضور ﷺ نے ان کلمات کو پہلے جانا ہو یا نہ جانا ہو بارگاہ رسالت میں کلماتِ درود کی پیش کش بالکل ایسی ہے جیسے رب العزت کی بارگاہ میں یہ کلمات طیبات پیش کئے جاتے ہیں۔ اور اس کی بارگاہِ الوہیت میں اعمال اٹھائے جاتے ہیں کیونکہ یہ کلمات ان چیزوں میں سے ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو تحفہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ پیش کش

علم کے منافی نہیں ہے۔

لہٰذا کسی چیز کا پیش کرنا کبھی علم کیلئے بھی ہوتا ہے اور بسا اوقات دوسرے معانی کیلئے بھی اس فرق کو خوب پہچان لیا جائے۔

(فیض الباری، شرح صحیح بخاری: باب کتاب الصلوٰۃ جز2 صفحہ 302)

فیض الباری کی منقولہ عبارت سے اچھی طرح واضح ہوگیا کہ بارگاہِ رسالت میں فرشتوں کا درود شریف پیش کرنا آپ کی لاعلمی پر مبنی نہیں بلکہ کلماتِ درود بعینہا کو بطور تحفہ و ہدیہ پیش کرنا مقصود ہوتا ہے۔ سننے اور جاننے کو اس پیش کش سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے قبر انور پر جو درود پڑھا جائے حضور ﷺ اسے سنتے بھی ہیں اور فرشتہ اسے پیش بھی کرتا ہے اسی طرح دور سے جو لوگ درود شریف پڑھتے ہیں اسے فرشتے بھی پیش کرتے ہیں اور سید الانبیاء ﷺ خود بھی سنتے ہیں۔

(از ملخص۔ حیات النبی صفحہ نمبر 51 تا 57)

نبی پاک ﷺ ہر شخص کا درود شریف بنفس نفیس سنتے ہیں

اس بارے میں ایک صحیح حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث نمبر 9: علامہ ابن قیم جوزی نے سند صحیح کے ساتھ یہ حدیث روایت کی ہے۔

''کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو اس لئے کہ وہ یوم مشہور یعنی فرشتوں کی حاضری کا دن ہے۔''

''لَیْسَ عَبْدٌ یُصَلِّی عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِی صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ''۔

ترجمہ: کوئی بندہ کسی جگہ سے مجھ پر درود نہیں پڑھتا مگر اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے وہ جہاں بھی ہو۔

صحابہ نے عرض کیا، حضور آپ کی وفات کے بعد بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میری وفات کے بعد بھی بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے۔ (جلاء الافہام صفحہ 63: حجۃ اللہ علی العالمین جلد 1 صفحہ 713)

وضاحت: اس حدیث پاک سے بغیر کسی تردد اور تعمل کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ تمام لوگوں کا درود شریف اپنے سر کے کانوں سے سنتے ہیں پڑھنے والا جہاں کہیں بھی ہو

قرب قیامت عیسیٰ علیہ السلام کی پکار کا جواب دینا

حدیث نمبر 10: امام ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ صحیح سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں،

''عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنه قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیَنْزِلَنَّ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ ثُمَّ لَاِنْ قَامَ عَلٰی قَبْرِیْ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ لَاُ جِیْبَنَّهٗ۔''

(مسند ابی یعلیٰ، جلد 6 صفحہ 101)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے عیسیٰ بن مریم ضرور نازل ہوں گے پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہوکر یا محمد کہہ کر مجھے پکاریں تو میں انہیں ضرور جواب دوں گا۔

وضاحت: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ آپ عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے وقت بھی قبر میں جلوہ گر ہوں گے وگرنہ قبر سے جواب دیا جانا ممکن نہیں۔

نبی کریم ﷺ کی قبر انور سے اذان و اقامت کی آواز سنائی دینا

حدیث نمبر 11: امام ابو نُعَیم رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں،

''عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ ،لَمْ اَزَلْ اَسْمَعُ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَۃَ فِیْ

قَبرِ النَّبِیِ ﷺ اَیَّامَ الحُرَّ ۃِ حَتیّٰ عَادَ النَّاس‘‘

(دلائل النبوۃ جلد 2 صفحہ 567)

حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جنگ حرہ کے زمانے میں لوگوں کے واپس آنے تک میں ہمیشہ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک سے اذان و اقامت کی آواز سنتا تھا۔

یہ روایت خبر دے رہی ہے کہ آپ قبر انور میں حیات ہیں اور اذان و اقامت کے اہتمام کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔ جیسا کہ محدثین نے بھی فرمایا ہے امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں،

آپ ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اذان و اقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں

(زرقانی شرح المواہب جلد 6 صفحہ 169) (مشکوۃ صفحہ 545 بحوالہ دارمی)

امام بیہقی شعب الایمان میں نقل کرتے ہیں،

’’کہ حضرت سلیمان بن سحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ لوگ جو آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں کیا آپ ان کا سلام سنتے اور سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ’’نَعَمْ وَاَرُدَّ عَلَیْهِمْ‘‘ جی ہاں! ہم ان کے سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔

(شعب الایمان جلد 3 صفحہ 491)

﴿وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ﴾

اختتام:۔ 21 جمادی الثانی 1422ھ 10 ستمبر 2001ء بروز پیر شریف بعد از نماز عصر

(مسجد مصطفیٰ دھوراجی کالونی کراچی)

ماخذ مراجع

1	القرآن الکریم	
2	کنز الایمان مع نور العرفان	پیر بھائی کمپنی لاہور
3	بخاری شریف	قدیمی کتب خانہ کراچی
4	مسلم شریف	قدیمی کتب خانہ کراچی
5	ترمذی شریف	ایچ، ایم، سعید کمپنی کراچی
6	ابوداؤد شریف	مکتبہ امدادیہ ملتان
7	ابن ماجہ شریف	نور محمد کتب خانہ کراچی
8	مشکوۃ شریف	قدیمی کتب خانہ کراچی
9	فتح الباری شرح صحیح البخاری	دار النشر الکتب، لاہور
10	مرقاۃ شرح مشکوۃ	مکتبہ امدادیہ، ملتان
11	اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ	فرید بک سٹال لاہور
12	فتاوٰی رضویہ (قدیم) وجدید	مکتبہ رضویہ کراچی، رضا فاؤنڈیشن لاہور
13	انباء الاذکیا بحیات الانبیاء	مکتبہ علویہ فیصل آباد
14	البدایہ والنھایہ	مکتبہ قدوسیہ لاہور
15	الترغیب والترھیب	دار احیا التراث العربی بیروت
16	تفسیر کبیر	دار الفکر بیروت
17	تفسیر روح المعانی	دار احیا التراث العربی بیروت
18	جلاء الافہام	مکتبہ نوریہ سکھر
19	الحاوی للفتاوٰی	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
20	حجۃ اللہ علی العالمین	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
21	حیات النبی	مکتبہ نوریہ سکھر
22	حیات الانبیا فی قبورھم	مکتبہ الایمان المنصورہ مصر